OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com DOI: 10.5281/zenodo.10514313

خرق عادت امور و کرامات اور عصری مغالطے

Karamat and Contemporary fallacies

Hafiza Samina Bibi
M.Phil Scholar, Lahore College for Women University, Lahore.
Email: saminakabir27@gmail.com

Dr. Salma Mahmood
Assistant Professor, Department of Islamic Culture, Lahore College for Women University, Lahore.
Email: dr.salmamahmood@gmail.com

Received on: 20-07-2023 Accepted on: 23-08-2023

Abstract

Allah Almighty has made the man distinguished from other creatures on the basis of knowledge and wisdom. He is bestowed with resources for acquiring worldly knowledge among which five senses and intellect are important but their scope is limited to this world. Beyond this, there is a world about which man cannot attain the knowledge of reality through his imaginations, senses or reasoning. Because the world hereafter starts from where the human intellect ends. Sometimes man finds some matters beyond scientific and material justifications. Miracles of Prophets and saints sometimes are against laws of nature or mechanics. Allah makes such matters to anyone by manifest by His power. Such matters mostly happen in the form of miracles and miracles from the Prophets (peace be upon them) or Saints, which beyond ability of common man. Karamat may accord by saints but it is not so common that each and every unhabitual act or magical trick of any one may be named as Karamah. Deep study of Quran and Sunnah reveal that certain strict conditions distinguish it from magic and other acts. In this article Karamat and some contemporary fallacies are being discussed

Keywords: Miracles, Karamat, Islam, man, creatures, Allah Almighty

اشرف المخلوقات انسان کو حصول علم کے جو ذرائع عطا فرمائے ہیں ان میں حواس خمسہ اور عقل کافی اہم ہیں جن سے حاصل شدہ علم محدود مادی دائرہ رکھتا ہے۔اس سے ماورا بھی ایک عالم ہے جس کے بارے میں انسان اپنے تخیلات و معقولات کے ذریعہ علم حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اس عالم کی ابتدا ہی انسان کی عقل ،مادہ و مادی قوانین کی انتہا سے ہوتی ہے۔دنیا کے تمام علوم اور امور مادی الاصل نہیں ہیں۔ بعض اوقات ایسے معاملات و احوال پیش آتے ہیں جن کی کوئی مادی اور سائنسی توجیہہ ممکن نہیں ہوتی۔ خلاف عقل یا خلافِ قانون قدرت پیش آنے والے واقعات انسان کو متحیر کر دیتے ہیں۔ایسے خرق عادت امور جو عام عادت کے خلاف ہوں اگر اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو یہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات ہوتے ہیں جن سے عام انسان عاجز ہوتا ہے۔ سلسلہ معجزات تو

تکمیلِ دین کے ساتھ اختتام کو پہنچا ہے لیکن سلسلہ کرامات ابھی جاری و باقی ہے تاہم یہ اتنا بھی عام نہیں کہ ہر کس و ناکس کے ہاتھ پر ہر وقت ہی وقوع پذیر ہوتا رہے۔اس مقالہ میں اسی سلسلہ اور اوراس کے بارے میں عصری غلط فہمیوں کو موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے۔

جواز موضوع:

ختم نبوت ورسالت نے جہاں وحی پر مہر ثبت کی وہاں انبیاء کرام کا سلسلہء معجزات بھی اختتام پذیر ہوا۔تاہم جمہور کی متفقہ آراء ہے کہ سلسلہ کرامات جاری وساری ہے۔اس سلسلے میں کچھ مغرب اور مادہ وسائنس سے متاثرہ عقل پرست حضرات کا خیال ہے کہ قوانینِ قدرت ہی اٹل ہیں۔اسی عقل پرستی نے معجزات انبیاء کرام کا انکار کرایا جس کے ردو تردید میں کئی تحقیقی کاوشیں کی گئیں۔دوسری طرف ضعیف الاعتقاد عوام ہیں جو ہر خارق عادت چاہے وہ جادو، شعبدہ بازی اور استدراج ہو یا کوئی نفسیاتی بیماری،اسے خرقِ عادت کرامت سمجھ لیتے ہیں۔اسی انتہا پسندانہ رائے میں افراط و تفریط کے خاتمے اور اصلاح احوال کے لیے درج بالا موضوع کو موضوع تحقیق بنایا گیا ہے۔

سوال تحقیق :

کرامت کی شرائط واقسام کیاہیں؟ خرق عادت اموراور کرامت کے متعلق عصری مغالطے کیاہیں؟

خارق عادت امور:

خوارقِ عادت ان امور کو کہاجاتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی صداقت اور تائید ونصرت کے لیے ان کے ہاتھوں ظاہر کر اتا ہے۔خارقِ عادت ہونے کی وجہ سے دنیا میں کوئی دوسرا اس کی مثل لانے سے قاصر ودرماندہ ہوتا ہے۔"خرقِ عادت امور دراصل اللہ تعالی کا فعل ہوتے ہیں جن میں معجزات سے انبیاءِ کرام کی تائید اوران کی نصرت اور دعوی نبوت کی تصدیق ہوا کرتی تھی۔معجزہ میں دعوت مقابلہ ہوتی ہے اور کل عالم اس کی مثل لانے سے عاجزودرماندہ ہوتا ہے،،[1]

خارق عادت امور کی اقسام:

انسانی زندگی میں دوقسم کے واقعات وامور وقوع پذیر ہوتے ہیں ایک تو وہ امور ہیں جو کہ عام دستور ومعمول کے مطابق سرانجام پاتے ہیں بعض اوقات ان کے اسباب خفیہ یاناقابل فہم ہوتے ہیں ان پر تھوڑا سا تردد وفکر کرنے سے ان کے اسباب وتوجیہ معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات کی مثالیں موجود ہیں۔دوسرے ایسے واقعات میں جو معمول سے ہٹ کر ہوتے ہیں اور ان کی کامل عقلی توجیہہ کسی بھی طور محال ہے جیسے لاٹھی کا سانپ بن جانا۔ان کو خارق عادت کہاجاتا ہے۔یہ خلاف عادت واقعات مختلف لوگوں سے مختلف صورتوں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔خوارقِ عادت امور کی درجِ ذیل چھ اقسام ہیں۔

اولاًاگر"اس قسم کا کام اگر نبی کے ہاتھوں نبوت سے پہلے رونما ہو تو اسے **"ارہاص"** کہتے ہیں،، (2)

اور"اگر کسی نبی کے ہاتھوں کا کام نبوت کے بعد رونما ہو تو اسے **معجزہ** کہتے ہیں،،(3)

اور"اگر غیر نبی سے اس قسم کا کوئی کارنامہ ہو تو اسے **کرامت** کہتے ہیں،، (4)

ارہاص، معجزہ اور کرامت جن سے وقوع پذیر ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نیک بندوں کی نصرت واعانت ہے اس کے برعکس تین خرق عادت امور ایسے ہیں جو اللہ کے نافرمانوں کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں۔

چہارم خارقِ عادت اگر کسی کے دعوے کے برعکس وقوع پذیر ہو جائے، صاحبِ دعویٰ کی تائید کی بجائے باذن اللہ اس کی تردید ہو جائے تو یہ **اہانت** ہے اور جس کے ساتھ ایسا ہو تو آخر کار اس کا انجام براہی ہوتا ہے۔ کمزور ایمان والے اسے محض خارقِ عادت ہونے کی وجہ کرامت قرار دے سکتے ہیں۔

پانچواں خارقِ عادت **استدراج** ہے۔ اس میں شیطانی قوتیں صاحبِ دعویٰ کے ساتھ ہوتی ہیں ہے اس میں کچھ مدت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا اختیار دیا ہوتا ہے جیسے دجال کو ملے گا۔ بقول علامہ شبیر احمد عثمانی: جو خوارق، اتباعِ شیطان، عبادتِ غیر اللہ، فسق و فجور اور اخلاد الی الارض کے ثمرات ہوں اس کا نام استدراج اور تصرفِ شیطانی ہے"[5]

چھٹا خرق عادت کا تعلق کسب و اکتساب یا شعبدہ بازی سے ہوتا ہے۔ کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جن کے اسباب عموماً لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں جس وجہ سے وہ اسے خرق عادت سمجھتے ہیں۔ وہ ماتحت الاسباب امور ہی ہوتے ہیں۔ سبب تو ہوتا ہے لیکن عام لوگوں کو پتہ نہیں چلتا۔ اس کا نام **شعبدہ** ہے۔ شعبدہ اور استدراج کے سوا باقی کی تمام چیزیں، ارہاص، معجزہ، کرامت اور اہانت جس آدمی کے ہاتھوں رونما ہوتی ہیں اس کی اپنی مرضی اور بس اس پر نہیں چلتا

کرامت: کسی نیک اور صالح شخص کے ہاتھوں خلاف عادت کام کا ظہور ہونا یا عام معمول سے ہٹ کر کسی بات کا بغیر سبب ظاہری وجود میں آنا کرامت کہلاتا ہے۔ ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ اولیاءِ کرام کی کرامات دراصل انبیاءِ کرام کی متابعت و برکت کی وجہ سے ان کے معجزات کا تسلسل ہوتی ہیں:

"ان کرامات الاولیاءِ معجزات الانبیاءِ لان الولی انما نال ذٰلکَ ببرکۃ ومتابعۃ نبیہ وثوب ایمانہ" [6]

کرامت کے معنی عزت و بزرگی کے ہیں، اس لیے کہ وہ صاحب کرامت کی عزت و بزرگی کا سبب ہوتی ہے بقول شیخ محمد بن صالح العثیمین" کرامت خارقِ عادت سے عبارت ہے جس کا اللہ تعالیٰ، ولی کے ہاتھ پر اجرا فرماتا ہے۔ مقصود اس کی تائید ہوتی ہے اسکی اعانت، تثبیت یا دین کی نصرت واعانت"[7]

شیخ احمد سرہندی کے مطابق: "کرامت، ولایت کے لیے شرط نہیں ہے۔ کرامت نہ ولایت کے ارکان میں سے ہے نہ شرائط میں سے ہے" [8] بلکہ اکثر اوقات اکثر صالحین سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی۔ شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں "اس امت کے سب سے زیادہ افضل ولی صحابہ کرام تھے لیکن ان سے اس امت کا دسواں حصہ کرامات بھی سرزد نہیں ہوئیں"[9] مگر ان کے ظاہری اعمال اور تقویٰ، ان کے ولی ہونے کے ثبوت ہی ہیں۔

کرامت، اس لیے بھی ولایت کی شرط نہیں ہے کہ یہ ولی اللہ کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ جیسے انبیاء کرامؑ کے معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں

ہوتے تھے اسی طرح کرامات بھی اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اللہ تعالی جب چاہے اپنے کسی صالح بندے کے ذریعہ اس کا ظہور کر دے۔ ایسی کرامات کو جو صحیح نقل وسند کے ساتھ ثابت ہوں، تسلیم کیا جائے گا۔ امام غزالیؒ معجزہ کے جواز کے بعد لکھتے ہیں کہ کرامت بر حق ہے کیونکہ یہ بھی ایک امرِ خارق عادت ہے۔ نا یہ محال ہے نا کسی محال امر یعنی بطلانِ معجزہ کو مستلزم ہے، کرامت میں کسی قسم کا دعویٰ نہیں پایا جاتا تا کہ کرامت کا معجزے کے ساتھ التباس میں پڑنے کا شبہ نہ ہو:

"ان الکرامۃ عبارۃ عما یظھر من یری الاقتران التحدی بہ فان کان مع التحدی، فانا نسمیہ معجزۃ"[10]

مگر کرامات کو کتاب وسنت کے ترازو میں تولتے ہیں اگر وہ عقیدہ اسلام کے موافق ہو تو قابل قبول ورنہ ہم اسے شعبدہ بازی، کذب سحر وجادو، فریب ودھوکہ شیطان پر محمول کریں گے۔ کیونکہ خرق عادت بات کا ظہور صرف اولیاء اللہ سے ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ جو لوگ جنات کو مسخر و تابع کرتے ہیں اور جن کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے خرق عادت باتوں کا ظہور ان سے بھی ہوتا ہے۔ علامہ طباطائی لکھتے ہیں:

"کرامت ایسا کام ہے جو خدا کے تقرب اور روح کی لطافت اور باطن کی پاکیزگی سے انسان سے انجام پاتی ہے لیکن حق کو ثابت کانے کے لیے نہیں۔ اگرچہ ممکن ہے اتفاقی طور پر اس سے حق ثابت ہو"[11]

اقسام کرامات:

علامہ ابنِ تیمیہ کرامات کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں: کراماتِ خارق کی تین اقسام ہیں محمود فی الدین، مذموم فی الدین اور مباح اور نا مذموم نا محمود"[12]

علامہ یوسف نبہانی کے مطابق: "کرامت کی دو بڑی قسمیں ہیں: ایک حسی کرامت دوسری معنوی کرامت۔

- حسی کرامت میں وہ ظاہری اور وقتی خلاف عادت امور آتے ہیں جنھیں ہر عام وخاص شخص دیکھ سکتا یا محسوس کر سکتا ہے مثلاً آگ کا نہ جلانا یا بے موسم پھل کا آجانا۔
- معنوی کرامت میں دو امور آتے ہیں جو حسی کرامت کے بر خلاف ہیں مثلاً دین وشریعت پر استقامت، توحید واتباع سنت، اللہ کے بندوں میں مقبولیت اور ذکر خیر"[13]

معنوی کرامت کا درجہ حسی کرامتوں سے یقیناً زیادہ اور بڑا ہے۔ جمہور نے عموماً حسی کرامتوں کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی کیونکہ اللہ تعالی اپنے اکثر نیک بندوں کو معنوی کرامتوں سے ہی نوازتا رہا ہے مثلا شریعت وایمان پر استقامت، توحید کی پیروی اور اتباع سنت۔ کسی بھی خارق عادت یا حسی کرامت کو اہمیت دینے والے لوگ روحانی معاملات میں کچھ پست ہوتے ہیں۔ چونکہ ایک بھوکا انسان روٹی کے ٹکڑے کو اور ایک کنگال یا دنیادار، سونے کے چند سکوں کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ اسی طرح ظاہر پرست لوگ معمولی خرقِ عادت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

کرامت کے شرائط وضوابط:

خرق عادت امر کو قبول کرنے کے لیے چند شرائط ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

- **صاحب کرامت مؤمن اور متقی ہو:** جیسا کہ کرامت کی تعریف میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کرامت صرف اہل اللہ کے ہاتھوں سے صادر ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے اولیاء جن سے صادر ہونے والی خرق عادت کو کرامت کہتے ہیں، کی پہچان بتاتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾(14)

امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ کرامت کی حکمت یہ ہے کہ اس سے صاحبِ کرامت کا عزم قوی ہو جاتا ہے اور وہ ہوائے نفس سے دور ہو جاتا ہے:

"والحكمة فيه ان يزداد بما يرى من الخوارقِ العاداتِ وآظارِ القدرةِ تفننا فيقوى عزمه على هذه الدنيا والخروج من الدواعي الهوىٰ، وقد يكون بعض العبادةِ يكاشِفُ يصدق اليقينِ ويرفعُ عن قلبه الحجاب(15)

- **محض خرقِ عادت ہونا کرامت کی دلیل نہیں ہوتی:** کرامت کا صرف خارق عادت ہونا ہی ضروری نہیں جیسا عموماً عوام الناس میں خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ اکثر اوقات خرق عادت امور، کرامت نہیں بلکہ دیگر امور پر بھی مشتمل ہوتے ہیں۔ جیسا جادو گروں کا فرعون کے دربار میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ بنادینا، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ﴾(16)

"ان (جادو گروں) نے کہا: اے موسیٰ! یا آپ ڈالیں یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں؟ اس (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا: بلکہ تم ہی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں تو موسیٰ نے اپنے نفس میں ہلکا سا خوف محسوس کیا، ہم نے کہا خوف نہ کھائیں، بے شک آپ ہی غالب رہیں گے۔ اور جو (لاٹھی) آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دیں، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انہوں نے بنایا ہے، بس انہوں نے جادو گر کا فریب بنایا ہے اور جادو گر جہاں بھی آئے وہ کامیاب نہیں ہوتا"

لہذا کرامت صرف اور صرف اہل اللہ کے ہاتھوں صادر ہوتی ہے۔ تمام خرق عادت امور کو کرامت نہیں کہا جا سکتا۔

- **کرامت کی سند صحیح ہو:** کرامت کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس سند سے بیان کی گئی ہو وہ صحیح وثابت ہو۔ کیونکہ اسناد دین ہی اور ہر سنی سنائی بات اور افواہ کرامت نہیں ہو سکتی۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے الجامع الصحیح کے مقدمے میں امام ابن المبارک رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"(17)

"اسناد (سلسلہ سند سے حدیث روایت کرنا) دین میں سے ہے، اگر اسناد نہ ہوتا تو ہر کوئی جو چاہتا کہتا۔"

اور محمد بن سیرینؒ نے فرمایا:

"إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ "[18]

"یقیناً یہ علم دین ہے، اس لیے (اچھی طرح) دیکھ لو کہ تم کن لوگوں سے اپنا دین اخذ کرتے ہو"

اور امام ابو جعفر طحاوی حنفیؒ لکھتے ہیں:

"ونؤمن بما جاء من کراماتھم وصح عن الثقات من روایاتھم "[19]

"ولیوں کی ان کرامات پر ہمارا یقین ہے جو کرامات صحیح روایات سے ثابت ہیں"

- **کرامت اگر کوئی بڑا واقعہ یا عظیم حادثہ ہو تو ایک کثیر تعداد روایت کرے:** اگر کوئی کرامت بہت بڑا اور عظیم واقعہ ہو تو اسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کا بیان کرنا ضروری ہے جیسے سورج کے دوبارہ طلوع ہونے کا واقعہ اگر درست ہوتا تو ایک کثیر جماعت اس کو بیان کرتی۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ واقعہ کوئی بہت ہی بڑا واقعہ ہو۔ وگرنہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو ایک بڑی جماعت نقل کرے۔

- **کراماتِ اولیاء کو انبیاء کرامؑ کی سیرت پر جانچنا چاہیے:** کرامت کو سیرت انبیاء کرام پر جانچ لینا چاہئے کیونکہ ان کا مقام و مرتبہ اولیاءِ عظام سے بہت بلند ہے۔ واقعہ ء کرامت کو اگر ہم انبیاء کی سیرت پر پیش کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ وہ درست ہے یا نہیں۔ مثلاً صلاۃ کے فوت ہونے کے حادثے انبیاء کرام کے ساتھ بھی پیش آچکے ہیں لیکن کسی کے لیے بھی سورج دوبارہ طلوع نہ ہوا لہذا کسی ولی کے لیے سورج دوبارہ طلوع نہیں ہو گا۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو سیدنا سلیمان علیہ السلام اس کے زیادہ حق دار تھے۔ ان کی نماز کے فوت ہونے کا تذکرہ سورہ ص میں ملتا ہے[20]

خود رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ عصر، غزوہ خندق کے موقع پر فوت ہو گئی لیکن آپ ﷺ کے لیے سورج دوبارہ طلوع نہ ہوا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا، شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ))[21]

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر جس وقت سورج غروب ہو گیا فرمایا: "اللہ تعالیٰ ان (مشرکین) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں غروب آفتاب تک صلاۃ وسطیٰ (عصر کی ادائیگی) سے روک دیا"

- **کرامت سے صاحبِ کرامت کی تکریم ثابت ہونی چاہیے:** کرامت کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ اس سے صاحبِ کرامت کی تکریم ثابت ہو۔ اگر تکذیب یا تحقیر ثابت ہو تو وہ خرقِ عادت تو ہے کرامت نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ نمازِ صبح ادا کی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "ایک شخص گائے کو ہانکے لیے جا رہا تھا کہ وہ اچانک اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا، اس گائے نے کہا: "ہم سواری کے لیے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ ہماری پیدائش تو کھیتی باڑی کے لیے ہوئی ہے۔" لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے نے باتیں کیں! آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اور ابو بکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں" حالانکہ اس وقت

وہ دونوں (ابو بکر و عمر) وہاں موجود نہ تھے۔اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا کہ اچانک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اٹھا کر لے بھاگا، چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے وہ بکری چھڑا لی اس پر بھیڑیئے نے اسے کہا: آج تو یہ بکری تو نے مجھ سے چھڑا لی ہے لیکن درندوں والے دن اسے کون بچائے گا جس دن میرے علاوہ ان کا کوئی چرواہا نہیں ہو گا؟ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور ابو بکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے "[22]

درج بالا حدیث میں گائے اور بھیڑیئے کا گفتگو کرنا، عادتِ عام کے بر عکس ضرور ہے لیکن اس سے گائے، بھیڑیے یا ہانکنے والے چرواہوں کی فضیلت یا تکریم ثابت نہیں ہوتی۔اس لیے یہ کرامت نہیں ہے۔

- **کرامت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:** کرامت کسی صاحبِ کرامت کے اختیار میں نہیں ہوتی کہ وہ جب چاہے پیش کر دے بلکہ اس کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بالکل اسی طرح جیسے معجزہ اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہوتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ اَن يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذنِ اللهِ﴾[23]

"اور کسی رسول کو یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی (معجزہ) پیش کر دے"

جب رُسُل اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے معجزہ نہیں پیش کر سکتے تھے تو کوئی بھی ولی بدرجہ اولیٰ پنی مرضی سے کرامت پیش نہیں کر سکتا۔

کرامت کا عقل میں سمانا ضروری نہیں: کرامت عقل کی پابند نہیں ہے لیکن شریعت کی ضرور پابند ہے۔اگر کرامت کسی کی عقل سمجھ میں نہیں آتی تو وہ یہ کہہ کر اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کرامت کسی کی عقل و فہم کی پابند نہیں ہے۔تاہم حقیقی کرامت کبھی بھی شریعت کے مخالف اور معارض نہیں ہو سکتی مثلاً کسی ولی کو نماز کی معافی مل جانا۔یہ ہر گز کرامت نہیں کیونکہ شرعی اصول وضوابط ابدی اور اٹل ہیں، ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔

تصوّف میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عام عقل و شعور کے دائرہ سے باہر محسوس ہوتی ہیں اور ان کو کرامات، یا صوفیاء کے شطحیات کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔صوفیاء کرام کے شطحیات ان کے لیے حجت ہو سکتے ہیں باقیوں کے لیے احکام شریعت حجت ہیں۔ شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں" صوفیائے کرام کا طرز عمل حجت نہیں...... یہاں ان کے لیے یہی کافی ہے کہ ہم ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔یہاں تو امام ابو حنیفہ، امام یوسف و امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلیؒ اور ابوالحسن نوریؒ کا عمل "[24]

- **کرامت سے شریعت سازی نہیں ہو سکتی:**۔ دین اسلام، ختم نبوت اور آخری کتاب کے نزول کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے اب اس میں تبدیلی ناممکن ہے۔ شیخ احمد سرہندی کہتے ہیں: "ولی نبی کے تابع ہے۔جو کچھ ولی سے نبی کے خلاف ہو گا وہ مردود شمار ہو گا اور باطل تصور ہو گا۔ہاں وہ صورت جس میں نبی کی شریعت اس سے خاموش ہو۔۔۔کیونکہ شریعت کی بجا آوری اور نبی (کی متابعت ولی کے لیے (نجات کی ضامن) ہے"[25]

مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ہی خرقِ عادت کو کرامت شمار کیا جاسکتا ہے۔دوسری صورت میں وہ محض خوارق، جادو، شعبدہ بازی اور استدراج ہو گی

کرامات اور استدراج میں فرق:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کرامات واستدراجات میں کیا فرق ہے۔ کرامت اور استدراج میں امتیاز نہایت آسان بھی ہے اور ضروری بھی۔ صاحبِ کرامت کو کرامت مزید خدا کے قریب کرے گی کہ کہیں یہ استدراج تو نہیں۔ اور جو اگر قبولیتِ اعمال و مقام ملی ہے وہ چھن نا جائے ''دراصل صاحبِ کرامت کو ظہورِ کرامت کے وقت انس وخوشی میسر نہیں ہوتی بلکہ اسے اللہ کا خوف آن لیتا اور وہ قہر خداوندی سے وہ زیادہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اسے خوف ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں استدراج نہ ہو''(26)

''لیکن صاحب استدراج کا معاملہ بالکل دوسرا ہوتا ہے وہ اپنے استدراج کو دیکھ کر انس وخوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے یہ کرامت (استدراج) بطور استحقاق ملی ہے اب وہ اپنی عظمت کو پا کر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے اس میں غرور پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کریم کے عتاب و گرفت سے وہ خود کو مامون سمجھنے لگ جاتا ہے۔ سوئے عاقبت سے نڈر ہو جاتا ہے اب اگر دیکھنے والا ایسے حالات ملاحظہ کرتا ہے تو اسے یقین کر لینا چاہیے کہ یہ صاحب کرامت نہیں بلکہ صاحب استدراج ہے''(27)

تصوّف میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عام عقل وشعور کے دائرہ کار سے باہر محسوس ہوتی ہیں اور ان کو کرامات، یا صوفیاء کے شطحیات کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔ صوفیاء کرام کے شطحیات ان کے لیے حجت ہو سکتے ہیں باقیوں کے لیے احکامِ شریعت حجت ہیں۔ شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں ''صوفیائے کرام کا طرز عمل حجت نہیں...... یہاں ان کے لیے یہی کافی ہے کہ ہم ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔ یہاں تو امام ابو حنیفہ، امام یوسف وامام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلیؒ اور ابوالحسن نوریؒ کا عمل''(28)

کرامت اور استدراج میں ایک فرق یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت کا تصرّف مستقل ہوتا ہے۔ مستقل سے مراد یہ ہے کہ جب تک صاحبِ تصرّف اس چیز کو خود نہ ہٹائے وہ نہیں ہٹے گی۔ جیسے سیدنا موسیٰؑ کا بغل سے ہاتھ دوبارہ دبانے یا لاٹھی کے اژدہا بننے پر دوبارہ پکڑنے پر اس کا اصل حالت میں آ جانا۔ اس کے برعکس اِستدراج کے زیرِ اثر جو کچھ ہوتا ہے وہ مستقل نہیں ہوتا اور اس کا اثر فضا کے تاثرات بدلنے سے خود بخود ضائع ہو جاتا ہے۔ اِستدراج کے زیرِ اثر جو کچھ ہوتا ہے اس کو جادو کہہ سکتے ہیں۔

بالعموم کرامت کا صدور کبھی کبھار یا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور اس کا صاحب کرامت کو نہ پہلے سے علم ہوتا ہے نہ وہ اس کا دعویٰ کر سکتا ہے کیونکہ اگر وہ کوئی چیز دعوے سے پیش کر سکتا ہے تو یہ قدرت ہے، کرامت نہیں۔ معجزات کی طرح کرامت بھی وہبی چیز ہے، کسبی چیز استدراج ہے۔ ہمارے ہاں تو کچھ نام نہاد بزرگوں کو اپنی کرامتوں پر اس قدر قدرت حاصل ہوتی ہے وہ تمام سائیلین کے دلی حالات سے واقف ہوتے ہیں اور ان کو اس سے مطلع بھی کر دیتے ہیں اور پھر کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی شکلیں وروپ بدل سکتے ہیں۔ کچھ ایسے کہ ادھر وہ ہاتھ بڑھائیں اور اُدھر انگور کا گچھا ان کے ہاتھ میں آ جائے۔ وہ بلند بانگ دعوے کرتے اور پھر ان کو پورا کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ یہ واضح ہے ایسے واقعات پر مفہوم کے اعتبار سے کرامت کا لفظ فٹ نہیں بیٹھتا۔ اب کرامت کے بعد استدراج ہی باقی رہ جاتا ہے جس کے لیے شیطانی قوتیں بھی مددگار ہوتی ہیں۔ یہاں لہذا پہلے تو صاحبِ کرامت کی زندگی پر غور سے نگاہ ڈالنی چاہیئے کہ کوئی چیز احکامِ قرآن وسنت کے خلاف تو

نہیں ؟ جبکہ سنت کے خلاف یہ باتیں ہیں مجاہدات ریاضت کی خاطر چلہ کشیاں، کشف قبور کے طریقے سیکھنا، ذکر واذکار کے شرکیہ طریقے ، نفس کشی، ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عبادت کرنا وغیرہ یہ سب طریقے شرعی نہیں، یہ سب اکتسابی ہیں جن کے ذریعہ کشف و کرامات کے فن کو حاصل کیا جاتا ہے ان طریقوں سے حاصل شدہ کمال، کرامت نہیں۔ شیخ احمد سرہندی کے مطابق: ''خوارق کے ظہور پر نظر رکھنا کوتاہ نظری ہے اور یہ استعداد تقلیدی کے کم ہونے کی دلیل ہے۔ جن کی استعداد اعلیٰ ہوتی ہے وہ انبیاء کرام یا اولیائے کرام کے خوارق پر نظر نہیں رکھتے'' یہاں شیخ احمد سرہندی، سیدنا ابو بکر اور ابو جہل کی مثال دیتے ہیں،'' جنابِ ابو بکر کے برعکس ابو جہل استعدادِ تقلید میں کمی کے سبب، روشن نشانات اور غالب معجزات کے ظہور کے باوجود تصدیقِ نبوت کی نعمت سے سرفراز نہیں ہوا''[29]

کرامت کسی اہم دینی یا دنیوی غرض کو پورا کرنے کے لیے عطا کی جاتی ہے اور یہ بالعموم اتفاقا سرزد ہوتی ہے۔ جبکہ استدراج دعوے سے پیش کیا جاتا ہے اور بسا اوقات اس سے مقصود اظہار نمود نمائش اور اپنی ولایت کی دھاک بٹھلانا ہوتا ہے اور اس سے اگر کوئی غرض پوری ہوتی بھی ہے تو وہ حقیر، ادنی، دنیاوی اور انفرادی قسم کی ہوتی ہے۔

عوام الناس کے لیے سحر و جادو اور معجزہ و کرامت کے مابین تمیز کرنا مشکل تو ہے ناممکن نہیں۔ بعض اوقات مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی اپنی استدراجی قوت، جادوئی کمالات اور شیطانی مدد کے ذریعے خرقِ عادت کا اظہار کرتے ہیں اور عوام ان ساحروں اور جادوگروں کے نمائندے اور اعلیٰ روحانی مراتب سے بہرہ مند سمجھتے ہیں کہ اسی لیے تو ان سے ایسی خرقِ عادات کا صدور ہو رہا ہے۔ اور اس طرح دین اسلام کی سچائی اور دیگر ادیان و مذاہب کے باطل ہونے کے درمیان الجھن پیدا ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے غیر مسلم پیشوا عوام کو اپنے باطل مذہب و عقیدہ پر مطمئن کرنے میں کامیاب رہ سکتے ہیں لیکن عوام میں مقبولیتِ عامہ کسی کے حق یا سچ کی دلیل نہیں۔ یہاں وجدانِ صحیح اور ذوقِ صالح ہی فیصلہ کن ہو گا۔ شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں: ''طالبِ علم مبتدی کے لیے دونوں میں فرق و امتیاز کے لیے واضح دلیل موجود ہے اور وہ اس کا وجدانِ صحیح ہے۔ اگر وہ اس (صاحبِ کرامت) کی صحبت میں اپنے دل کو رب تعالی کے ساتھ جمع پائے تو جان لے کہ یہ صاحبِ کرامات ولی ہے اور اگر اس کے خلاف پائے تو معلوم کرے گا کہ یہ صاحبِ استدراج مدعی اور جھوٹا انسان ہے''[(30)]

عصری مغالطے:

بعض اوقات نفسیاتی عوارض (Psychological Disorder) اور جادو (Magic/Spell) میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے، اور ان کا کرامت سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ بعض اوقات مسئلے کی نوعیت کا اندازہ نہیں کر پاتے۔ تو اس کی جانچ کے کچھ معیار وضع ہیں۔ اسی طرح ان دونوں اصطلاحات کے بارے میں جان لینے سے مسئلے کی نوعیت سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

''جادو ہر اس امر کو کہتے ہیں جس کا سبب پوشیدہ، خلاف حقیقت نظر آئے اور دھوکہ دے''[(31)] جب انسان کو حالات سازگار نہ لگیں، کچھ بھی اس کی مرضی و خواہش کے مطابق نہ ہو اور نہ ہی وہ اسکی اہلیت رکھتا ہو تو حسد و بغض کی بناء پر، اپنی ہٹ دھرمی و اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے شیاطین اور جادو جیسے غلط عمل سے مدد لیتا ہے۔ قرآن میں واضح طور پر جادو کے دو پہلوؤں کا ذکر ہے اول غیر رحمانی طاقتوں یعنی شیاطین

اور شرکیہ کلمات وافعال وغیرہ کی مدد سے انسانوں کو نقصان پہنچانااور دوم غیر حقیقی اشیاء کو حقیقت بنا کر پیش کرنا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾[32]

''اور وہ پیروی کرتے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں''

ایک اور جگہ قرآن نے سیدنا موسیٰ اور جادوگروں کا مکالمہ نقل کیا ہے:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾[33]

''وہ بولے اے موسیٰؑ! یاتو آپ ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں موسیٰ نے کہابلکہ تم ہی ڈالو جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔''

اور یہ اس سحر وجادو کا ہی اثر تھا کہ عام رسیاں اور لاٹھیاں لوگوں کو سانپ لگنے لگیں۔اسی طرح آج بھی کئے جانے والے(Magic Shows)میں بھی ساحراپنا جادو منتر لوگوں کی آنکھوں پہ پھونکتے ہیں اور اس کے باعث دیکھنے والے وہی دیکھتے ہیں جو وہ دکھانا چاہتے ہیں۔ اور اسی طرح بعض صورتیں ایسی ہیں انسان خود ہی اپنے آس پاس کچھ ناموجود اشیاء کو موجود سمجھتا ان کی آوازیں سنتا ہے اور مغالطوں کا شکار ہوتا ہے مثلاً ہیلوسینیشن اور ڈیلیوزن[34] وغیرہ۔ کچھ نفسیاتی اور ذہنی عارضے، مایوسی، اداسی، حالات کے دباؤ یا موروثیت کی وجہ سے بھی ہو سکتے ہیں۔ان کی درست تشخیص اور علاج ضروری ہے۔ ہمارے معاشرے میں اسے بھی عموماً جادو، تعویز دھاگے ہو جانے کی وجہ سے سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہاں ایک بات واضح رہنی چاہیے کہ جادو تو ایک عمل(Process)ہے جبکہ نفسیاتی عوارض کسی بھی عمل کا نتیجہ ہو سکتے ہیں۔ ان کا تعلق جادو، نامناسب معاشرتی رویوں، وہم، خوف، محرومی، پریشانی، وسوسوں یا واہمے سے ہو سکتا ہے۔اور ان دونوں بیماریوں کو کرامات یا مجذوبی کے زمرہ میں ڈال دینا درست نہیں۔

خلاصہ بحث:

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ حقائق کی صداقت کو قبول کرنے کے لیے کے عام انسان ہمیشہ سے دو طریقوں سے مانوس رہا ہے۔اول یہ کہ دعویٰ حق کی صداقت وحقانیت کو دلائل و براہین سے ثابت کیا جائے تاکہ اعلیٰ انسانی ذہن اسے بلا چون وچرا اسے تسلیم کرے۔دوئم یہ کہ دلائل و براہین کی عقلی بنیادوں کے علاوہ انبیاء کرام کے ہاتھوں پر اذن الٰہی سے ایسے محیر العقول اور حیرت انگیز امور صادر ہوں جو کہ عام قوانین قدرت اور اسباب عادیہ سے ہٹ کر ہوں اور ان کا تعلق اکتساب و فن سے بھی نہ ہو۔اور ہر خاص وعام ان کے مقابلے سے نہ صرف کلیتاً عاجز و بے بس ہو۔ سلسلہ انبیائے کرام کے اختتام کے ساتھ سلسلہ معجزات اختتام کو پہنچا لیکن خوارقِ عادت امور ابھی بھی باقی ہیں۔اگر خوارق کچھ مخصوص شرائط کے مطابق ہوں تو یہ ممکنہ طور پر کرامات ہو سکتی ہیں لیکن ہر خارق عادت امر معجزہ یا کرامت نہیں ہوتا۔ بعض

خوارق کی سائنسی توجیہہ بھی ممکن ہے اور بعض اوقات یہ استدراج، جادو یا ذہنی و نفسیاتی عوارض ہوتے ہیں جنہیں عامۃ الناس اپنی جہالت کے سبب کرامات سمجھ لیتے ہیں۔ کرامات ممکن الوقوع ہیں تاہم یہ اس قدر بکثرت نہیں ہوتیں جس قدر توہم پرست لوگ خیال کرتے ہیں۔

حوالہ جات:

1. Asyooti, Abdur Rahman Bin Abi Bakr, Jalal ud Din,Al Imam ,Al ittiqan Fi Aloom il Quran (Ar Riyaz: Maktaba tul Maarif,1996) vol:2,P:324
2. Al Jurjani, Ali Bin Muhammad, Sharh ul Mawaqif (Labnon: Darul Kutub ul Ilmia, ND) vol:6, P:
3. Feroz ud Din, Molwi, Feroz ul Lughat(Pakistan: Feroz Sons Pvt Ltd, ND) P:641
4. Qazi Ayyaz , Ayaz Bin Moosa al Andulasi, Kitab ush Shifa Bi Tareef e Haqooq el Mustafa(Lebanon: Dar ul Fiker,1988)vol:1, P:256
5. Shabbir Ahmed Usmani, Allama, Islam aur Mojizat(Lahore: Idarah Asherfia, 1952)P:31
6. Ibn e Kaseer, Ismaeel Bin Amr, Abu al Fiida, Al Bidayah wan Nahayah(Labnon: Dar Ahya ut Taras Arabi,1988)P:288
7. Muhammad Saleh Al Asimeen, Sharah Aqeeda Wastia(Muzaffar garh: Al Furqan Trust,2015) P:511
8. Sheikh Ahmad Sarhindi, Maktoobat e Imam e Rubbani,(Karachi: Madina Publishing Company, ND) letter #107,vol:1,p:294
9. Ibid, letter #107,vol:1,p:296
10. Ghazali, Muhammad Bin Ahmad,Al Iqtisad fil Aetiqad,(Eygypt: Al Maktaba Mutafa al Babi al Halbi,ND), p:91
11. Tabatabai, Allama,Ejaz ul Qura,an, (Lakhnao: Ashaat ul uloom Press,1362),p:1
12. Ibn e Taimia,Taqi ud Din,Majmooa Rasael , Qaeda fil Mojizat,vol:3, P:1
13. Yusuf Nabhani, Allama, Jame Karamat e Oliya,translator Muhammad Zakir Shah Chishti, Sialivi, Zia ul Qura,an Publications, Lahore, Jan 2013, P:124
14. Yunus,13:63
15. Fatawa Ibn e Taimia, vol:11, p:321
16. Taha,20:65,66
17. Muslim Bin Hajjaj, Abu ul Hussain,Al Qashiri Nisiapori,Imam, Al jame us Sahih, Chapter alAsnad o minad Din, (Riyadh: Darun Nasher watozie, Dar us Salam, April2000),1/15
18. Ibid, vol:1,p:14
19. AlBarak,Abdur Rahman Bin Nasir Bin Barak Bin Ibraheem, Sharah Aqeedatut Tahawia,(Eygypt: Darut Tadmiria,2008,8th Edition) P:394
20. Sadd,38:31-33
21. Al Jozi, Abdur Rahman Bin Ali Bin Muhammad,Al Mozoat (Madina tul Munawarah: Al Maktaba tus Salfia, 1966) P:356
22. Bukhari, Muhammad Bin Ismaeel, Abu Abdullah,Imam,Al Jame us Sahih, Chap:Hadith ul Ghaar Hadith #3471 (Riyadh: Darun Nasher watozie, Dar us Salam, March 1999
23. Ar Ra,ad,13/38
24. Sheikh Ahmad Sarhindi, Maktoobat e Imam e Rubbani,(Karachi: Madina Publishing Company, ND) letter #266,vol:2,p:676
25. Kashaful Ma,arif, p:106
26. Azerqani, Muhammad Bin Abdul Baqi,Sharahal Mawahibud Duniya, (Bairoot: Lebanon, Darul Kutubul Ilmia,1992)6/405

27. Jame,a Karamat e Oliya,p:61
28. Sheikh Ahmad Sarhindi, Maktoobat e Imam e Rubbani,(Karachi: Madina Publishing Company, ND) letter #266,vol:2,p:676
29. Ibid, letter #107, vol:1,p:294
30. Ibid, letter #107, vol:1,p:294
31. Ibraheem Mustafa &others, Al Mojam ul Waseet (Istanbul, Dar ud Dawah, 1989) P:312
32. Al Baqarah,2:102
33. Taha, 20:65,66
34. https://batonrougebehavioral.com/delusions-vs-hallucinations/
https://www.brightquest.com/delusional-disorder/whats-the-difference-between-a-delusion-and-a-hallucination/